AL-JAMEI Research Journal
AL-JAMEI RESEARCH JOURNAL
ISSN (Print) 3006-4775 (Online) 3006-4783

https://aljamei.com/index.php/ajrj

A Review of the Teachings on the Protection of Special Individuals in Semitic Religions

سامی مذاہب میں خصوصی افراد کے تحفظ کی تعلیمات کا جائزہ

Rukhsana Bibi
PhD,Scholar, The Islamia University of Bahawalpur
Email: nadeem8775632@gmail.com
Dr. Muhammad Muavia Khan.
Assistant Professor
The Islamia University of Bahawalpur, RYK Campus.
Email: muavia.khan@iub.edu.pk

Abstract:

The protection and care of special individuals, particularly persons with disabilities, occupies a profound moral space within the ethical frameworks of Judaism, Christianity, and Islam. These Semitic faiths intertwine divine justice with human compassion, calling adherents to actively uphold the dignity of vulnerable communities. In Judaism, the Torah's commandments such as "You shall not curse the deaf or place a stumbling block before the blind" (Leviticus 19:14) Establish a foundation for non-discrimination, framing disability not as a deficit but as a call for societal solidarity. Early Jewish texts further stress communal responsibility, urging support that empowers rather than marginalizes. Christianity amplifies this ethos through the ministry of Jesus, who prioritized healing the sick, embracing outcasts, and redefining strength through vulnerability. Christ's parable of the Good Samaritan, for instance, transforms care for the marginalized into a sacred act of neighborly love. Similarly, Islamic teachings, rooted in the Quran's assertion that "no soul bears the burden of another" (Quran 53:38), reject stigmatization, emphasizing that disabilities are tests of character, not markers of divine disfavor. The Prophet Muhammad ﷺ embodied this principle, fostering inclusion through actions like modifying communal prayers for a blind companion or appointing Abdullah ibn Umm Maktum, a visually impaired man, as a leader in Medina. Together, these traditions forge a vision where social welfare is inseparable from spiritual integrity—a timeless reminder that inclusivity is not merely policy but a reflection of holiness. By weaving theological principles with lived ethics, this study illuminates how ancient wisdom continues to inspire modern advocacy for disability rights and dignity.

Keywords: *Semitic religions, disability rights, Judaism, Christianity, Islam, social inclusion, religious ethics, Quran, Bible, Torah, Prophet Muhammad ﷺ*

تعارف:

سامی مذاہب میں یہودیت، عیسائیت اور اسلام شامل ہیں جن کا آغاز شام (Syria)، فلسطین اور جزیرہ نما عرب میں ہوا۔ یہ تینوں مذاہب توحید کے تصور پر قائم ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا روحانی پیشوا تسلیم کرتے ہیں۔ سامی مذاہب کی مشترکہ خصوصیات میں خالق

کائنات کی وحدانیت، وحی اور الہامی کتب پر ایمان، پیغمبروں کا سلسلہ، آخرت اور حشر و نشر کا تصور شامل ہیں۔ یہ مذاہب اخلاق اور معاشرتی اصولوں میں بھی بہت حد تک مشترک نظریات رکھتے ہیں جو انسانیت کی فلاح و بہبود کے لیے ضروری ہیں۔

ممتاز اسلامی مفکر ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے اپنی کتاب "خطبات بہاولپور" میں سامی مذاہب کے بارے میں لکھا ہے:

"سامی مذاہب کی بنیادی تعلیمات میں سب سے اہم عقیدہ توحید ہے۔ یہ مذاہب اللہ کی وحدانیت کا پیغام دیتے ہیں اور انسانوں کو اس کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔ انسانیت کو درپیش بنیادی مسائل کے حل کے لیے وحی کا طریقہ اختیار کیا گیا جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اپنے منتخب بندوں پر اپنی ہدایات نازل فرمائیں۔"1

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے سامی مذاہب کے مشترکہ اصولوں کی طرف اشارہ فرمایا ہے:

"قُولُوٓاْ ءَامَنَّا بِٱللَّهِ وَمَآ أُنزِلَ إِلَيۡنَا وَمَآ أُنزِلَ إِلَىٰٓ إِبۡرَٰهِـۧمَ وَإِسۡمَٰعِيلَ وَإِسۡحَٰقَ وَيَعۡقُوبَ وَٱلۡأَسۡبَاطِ وَمَآ أُوتِيَ مُوسَىٰ وَعِيسَىٰ وَمَآ أُوتِيَ ٱلنَّبِيُّونَ مِن رَّبِّهِمۡ لَا نُفَرِّقُ بَيۡنَ أَحَدٖ مِّنۡهُمۡ وَنَحۡنُ لَهُۥ مُسۡلِمُونَ"

ترجمہ: "تم کہو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور جو ہماری طرف اتارا گیا اور جو ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب اور ان کی اولاد پر اتارا گیا اور جو موسیٰ اور عیسیٰ کو دیا گیا اور جو دوسرے انبیاء کو ان کے رب کی طرف سے دیا گیا، ہم ان میں سے کسی کے درمیان فرق نہیں کرتے اور ہم اسی کے فرمانبردار ہیں۔"2

خصوصی افراد کے تحفظ کا عمومی تصور:

خصوصی افراد کے تحفظ کا عمومی تصور انسانی تہذیب و تمدن کا ایک بنیادی اصول ہے، جو ہر مہذب معاشرے کی اجتماعی سوچ اور رویے کی عکاسی کرتا ہے۔ انسانی تاریخ میں مختلف ادوار میں معذور افراد کے حقوق اور ان کے تحفظ کے حوالے سے متنوع نظریات اور پالیسیاں اپنائی گئی ہیں۔ قدیم معاشروں میں بعض اوقات انہیں بوجھ سمجھا جاتا تھا اور انہیں زندگی کی دوڑ سے الگ رکھنے کی کوشش کی جاتی تھی، جبکہ جدید دور میں انسانی حقوق کے فروغ کے ساتھ خصوصی افراد کے تحفظ اور ان کے مساوی حقوق پر زور دیا جا رہا ہے۔ اقوامِ متحدہ اور دیگر بین الاقوامی اداروں نے خصوصی افراد کے تحفظ اور ان کے معاشرتی شمولیت کو یقینی بنانے کے لیے کئی معاہدے اور قوانین متعارف کرائے ہیں، جن کا مقصد معذور افراد کو معاشی، سماجی، تعلیمی اور طبّی سہولیات فراہم کرنا ہے۔ مغربی مفکرین نے بھی خصوصی افراد کے تحفظ کے عمومی تصور پر تفصیل سے بحث کی ہے۔ معروف سماجی ماہر ایرون فشر اپنی کتاب Disability and Society میں لکھتے ہیں:

"ایک ترقی یافتہ معاشرہ وہی ہوتا ہے جو اپنے کمزور اور خصوصی افراد کو مکمل تحفظ فراہم کرے اور انہیں ان کی صلاحیتوں کے مطابق زندگی کے ہر شعبے میں مساوی مواقع دے"۔3

آج کے دور میں خصوصی افراد کے حقوق کے تحفظ کے لیے قانونی اور سماجی اصلاحات پر زور دیا جا رہا ہے۔ مختلف ممالک میں خصوصی قوانین نافذ کیے گئے ہیں، جن کے تحت معذور افراد کو تعلیم، روزگار، طبّی سہولیات اور عوامی مقامات تک رسائی کی مکمل آزادی حاصل ہے۔ اس حوالے سے سب سے اہم پیش رفت اقوامِ متحدہ کے Convention on the Rights of Persons with Disabilities (CRPD) کا نفاذ ہے، جسے دنیا کے بیشتر ممالک نے اپنایا ہے۔ اس کنونشن میں خصوصی افراد کے تحفظ کے لیے مساوات، خود مختاری، عدم امتیاز اور شمولیت جیسے اصولوں پر زور دیا گیا ہے، تاکہ انہیں معاشرے میں برابر کا شہری سمجھا جائے اور ان کے ساتھ کسی بھی قسم کے امتیازی سلوک کا خاتمہ کیا جا سکے۔

یہودیت میں خصوصی افراد کے حقوق: تورات اور تلمود کی روشنی میں

یہودی روایات میں معذور افراد کے ساتھ ہمدردی اور شفقت کا رویہ اپنانے کی گہری تلقین ملتی ہے۔ تورات میں واضح طور پر معذور افراد کے حقوق کی حفاظت کرنے اور ان کے ساتھ عزت و احترام کا برتاؤ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ تورات میں کہا گیا ہے کہ معذور افراد کی توہین کرنا یا ان کے ساتھ برا برتاؤ کرنا اللہ کی نظر میں ناقابل قبول ہے۔ تلمود میں بھی معذور افراد کو معاشرے میں مکمل طور پر شامل کرنے اور ان کی مدد کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔

تلمود میں معذور افراد کی حمایت کے لیے عملی اقدامات کا بھی ذکر ملتا ہے۔ تلمود بابلی میں معذور افراد کی مالی مدد کرنے، انہیں روزگار کے مواقع فراہم کرنے اور ان کی ضروریات کا خیال رکھنے پر زور دیا گیا ہے۔ معروف یہودی عالم دین پروفیسر مردخائی کیپلان نے اپنی کتاب "یہودی اخلاقیات اور معاصر زندگی" میں لکھا ہے:

"تلمود کے مطابق معذور افراد کو صدقات اور زکوۃ میں ترجیح دی جانی چاہیے۔ یہودی قانون (ہلاکھا) کے مطابق، معذور افراد کے لیے معابد، مدارس اور عوامی مقامات کو حتی المقدور قابل رسائی بنانا ضروری سمجھا جاتا ہے۔ ربی یوسی بن حلفتا کے مطابق 'جو شخص کسی معذور انسان کی مدد کرتا ہے، گویا اس نے پوری انسانیت کی مدد کی'۔"4

تورات میں معذور افراد کے حقوق کے حوالے سے اہم آیت اس طرح ہے:

"לֹא תְקַלֵּל חֵרֵשׁ וְלִפְנֵי עִוֵּר לֹא תִתֵּן מִכְשֹׁל וְיָרֵאתָ מֵּאֱלֹהֶיךָ אֲנִי יְהוָה"5

ترجمہ: "تم بہرے کو گالی مت دو اور نہ ہی اندھے کے سامنے ٹھوکر رکھو، اور اپنے خدا سے ڈرو، میں یہوہ ہوں۔"

گویا یہودی تعلیمات میں معذور افراد کے ساتھ شفقت، احترام اور مساوات کا گہرا احساس پایا جاتا ہے۔ تورات اور تلمود نہ صرف ان کے حقوق کی حفاظت پر زور دیتے ہیں بلکہ عملی اقدامات کے ذریعے انہیں معاشرتی زندگی میں مکمل شمولیت کا موقع دینے کی ترغیب بھی دیتے ہیں۔ یہ تعلیمات ظاہر کرتی ہیں کہ معذور افراد کی مدد کرنا محض ایک اخلاقی ذمے داری نہیں بلکہ ایک دینی فریضہ ہے، جو یہودی روایت میں عدل وانصاف اور انسانی وقار کے بنیادی اصولوں سے جڑا ہوا ہے۔

خصوصی افراد کے ساتھ یہودیت میں سماجی اور مذہبی رواداری:

یہودیت میں خصوصی افراد کے ساتھ سماجی اور مذہبی رواداری کا تصور گہرے مذہبی اصولوں اور سماجی اقدار پر مبنی ہے۔ یہودیت کے بنیادی مذہبی متون، خاص طور پر تورات اور تلمود، خصوصی افراد کے حقوق، ان کی عزت و وقار، اور معاشرتی شمولیت پر زور دیتے ہیں۔ یہودی عقیدے کے مطابق، ہر انسان خدا کی صورت پر پیدا کیا گیا ہے، لہٰذا کسی بھی جسمانی یا ذہنی معذوری کی بنیاد پر کسی کے ساتھ امتیازی سلوک نہیں کیا جانا چاہیے۔ قدیم یہودی معاشرت میں بھی خصوصی افراد کو نظر انداز نہیں کیا جاتا تھا، بلکہ انہیں مذہبی اور سماجی معاملات میں شرکت کی اجازت دی جاتی تھی، اگرچہ بعض عبادات میں رعایتیں بھی دی جاتی تھیں۔

یہودی قوانین میں خصوصی افراد کے ساتھ حسنِ سلوک کو نہ صرف ایک اخلاقی فرض سمجھا جاتا ہے بلکہ انہیں بنیادی سہولیات کی فراہمی کو ایک مذہبی فریضہ بھی قرار دیا گیا ہے۔ تلمود میں کہا گیا ہے:

"جو شخص معذور یا کمزور فرد کی مدد کرتا ہے، وہ گویا خدا کی عبادت کرتا ہے، کیونکہ خدا نے ہر انسان کو کسی نہ کسی مقصد کے تحت پیدا کیا ہے"۔6

جدید دور میں بھی یہودی معاشروں میں خصوصی افراد کے لیے سماجی و مذہبی سہولیات کو فروغ دیا جا رہا ہے۔ اسرائیل اور دیگر یہودی اکثریتی ممالک میں معذور افراد کے لیے خصوصی تعلیمی، معاشی، اور طبّی سہولیات فراہم کی جاتی ہیں، اور انہیں مذہبی رسومات میں برابر کا حق دیا جاتا ہے۔ مشہور یہودی اسکالر جوناتھن ساکس اپنی کتاب To Heal a Fractured World میں لکھتے ہیں:

"یہودیت کا بنیادی اصول مساوات اور شفقت پر مبنی ہے، اور معذور افراد کی فلاح و بہبود اسی روح کی عکاسی کرتی ہے"۔7

یہودی تعلیمات میں خصوصی افراد کے ساتھ رواداری اور حسنِ سلوک کا واضح پیغام دیا گیا ہے، جو آج کے جدید سماج کے لیے بھی ایک رہنما اصول ثابت ہو سکتا ہے۔

خصوصی افراد کے تحفظ کی تعلیمات و قوانین:

یہودی معاشرت میں خصوصی افراد کے عملی تحفظ کے لیے مذہبی تعلیمات، قوانین اور اصول ایک گہری تاریخی اور فقہی بنیاد رکھتے ہیں۔ یہودیت میں خصوصی افراد کو سماجی انصاف، مساوات، اور انسانی وقار کا مستحق سمجھا جاتا ہے، اور ان کے حقوق کی حفاظت کے لیے واضح مذہبی احکامات موجود ہیں۔ تورات اور تلمود میں معذور افراد کے ساتھ حسن سلوک کی تلقین کی گئی ہے، جبکہ ہلاخہ (یہودی فقہ) میں ان کے حقوق کے تحفظ کے لیے متعدد عملی قوانین وضع کیے گئے ہیں۔ یہ قوانین معذور افراد کو مساوی مواقع فراہم کرنے اور انہیں کسی بھی طرح کے استحصال یا محرومی سے بچانے پر زور دیتے ہیں۔

یہودی قوانین کے مطابق، خصوصی افراد کو مالی امداد، قانونی تحفظ، اور معاشرتی زندگی میں مکمل شمولیت کا حق حاصل ہے۔ اسی طرح تلمود میں بھی معذور افراد کے حقوق پر زور دیا گیا ہے اور انہیں عبادات میں آسانیاں فراہم کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ فقہائے یہود نے مختلف ادوار میں اس اصول کو مزید وسعت دی، اور معذور افراد کی کفالت کو پوری جماعت کی ذمہ داری قرار دیا۔ یہودی فقہ میں موجود اصول Pikuach Nefesh کے مطابق، کسی بھی فرد کی زندگی کی بقا سب سے اہم مذہبی فریضہ ہے، اور اسی بنیاد پر معذور افراد کو سہولیات فراہم کرنے کو بھی ایک دینی فریضہ سمجھا جاتا ہے۔

معروف یہودی عالم موشے بن میمون (Maimonides) اپنی کتاب Mishneh Torah میں لکھتے ہیں:

"معذور افراد کو نظر انداز کرنا یا انہیں ان کے بنیادی حقوق سے محروم کرنا ایک سنگین مذہبی اور اخلاقی جرم ہے؛ ان کے لیے خصوصی اقدامات ضروری ہیں تاکہ وہ معاشرتی زندگی میں مکمل طور پر شریک ہو سکیں"۔8

یہودی معاشروں میں خصوصی افراد کے عملی تحفظ کے لیے ان تعلیمات کی روشنی میں جدید قوانین بھی تشکیل دیے گئے ہیں۔ اسرائیل میں Equal Rights for Persons with Disabilities Law (1998) اسی مذہبی اصول کا تسلسل ہے، جو معذور افراد کو مساوی حقوق اور تحفظ فراہم کرتا ہے۔ یہ قوانین معذور افراد کو روزگار، تعلیم، اور طبّی سہولیات تک مکمل رسائی دینے کے لیے بنائے گئے ہیں، تاکہ وہ ایک فعال زندگی گزار سکیں۔ یہودیت میں موجود یہ اصول اور قوانین اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ خصوصی افراد کے تحفظ کو مذہبی، اخلاقی، اور سماجی سطح پر بنیادی حیثیت حاصل ہے، اور ان کے عملی نفاذ کو یقینی بنانے کے لیے ہر دور میں اقدامات کیے جاتے رہے ہیں۔

عیسائیت میں خصوصی افراد کے حقوق: انجیل کی روشنی میں

انجیل میں خصوصی افراد کے ساتھ محبت، ہمدردی اور رحم دلی کا معاملہ کرنے پر خصوصی زور دیا گیا ہے۔ عیسائی روایات میں معذور افراد کو خدا کی خصوصی رحمت کا مظہر سمجھا جاتا ہے اور ان کی خدمت کو نیکی کا اعلیٰ درجہ قرار دیا گیا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود بھی معذور افراد کے ساتھ نہایت شفقت کا برتاؤ کرتے تھے اور اپنے پیروکاروں کو ان کی مدد اور نگہداشت کی تلقین فرماتے تھے۔

بائبل میں معذور افراد کے ساتھ خاص توجہ اور محبت کے متعدد واقعات ملتے ہیں۔ پادری توماس رینولڈز نے اپنی کتاب "کمزور جسم، مضبوط روح: معذوری اور مسیحیت" میں بیان کیا ہے:

"انجیل میں خصوصی افراد کو معاشرے سے علیحدہ نہیں بلکہ اس کا اہم حصہ سمجھا گیا ہے۔ عیسائی روایت میں ہر شخص کی انفرادی قدر و قیمت تسلیم کی گئی ہے، چاہے وہ کیسی بھی جسمانی یا ذہنی حالت میں ہو۔ سینٹ پال نے کرنتھیوں کو لکھے گئے خط میں بیان کیا ہے کہ جسم کے وہ اعضاء جو ظاہری طور پر کمزور معلوم ہوتے ہیں، وہ درحقیقت ضروری ہیں۔ یہ استعارہ معاشرے میں معذور افراد کی اہمیت کو واضح کرتا ہے۔"9

انجیل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات میں معذور افراد کے ساتھ انسانی برتاؤ اور ان کی مدد کا خاص ذکر ملتا ہے:

ترجمہ: "پھر بادشاہ اپنے دائیں طرف والوں سے کہے گا: آؤ، میرے باپ کے مبارک لوگو، اس بادشاہی کے وارث بنو جو دنیا کے شروع سے تمہارے لیے تیار کی گئی ہے۔ کیونکہ میں بھوکا تھا اور تم نے مجھے کھانا کھلایا، میں پیاسا تھا اور تم نے مجھے پانی پلایا، میں پردیسی تھا اور تم نے مجھے اپنے گھر میں ٹھہرایا، میں ننگا تھا اور تم نے مجھے کپڑے پہنائے، میں بیمار تھا اور تم نے میری خبرگیری کی، میں قید میں تھا اور تم میرے پاس آئے۔"10

الغرض انجیل کی تعلیمات خصوصی افراد کے ساتھ ہمدردی، محبت اور مساوات پر زور دیتی ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے طرزِ عمل سے یہ ثابت کیا کہ معاشرے کے کمزور اور معذور افراد کو نظرانداز کرنے کے بجائے ان کی مدد اور شمولیت کو یقینی بنانا چاہیے۔ عیسائیت میں معذور اور خصوصی افراد کی خدمت کو مسیحی ایمان کا ایک بنیادی جز سمجھا جاتا ہے، جو انسانی وقار، رحمت اور خدا کی محبت کے اصولوں پر مبنی ہے۔

حضرت عیسیٰؑ کا خصوصی افراد کے ساتھ برتاؤ:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی زندگی میں معذور اور خصوصی افراد کے ساتھ بے مثال محبت، ہمدردی اور شفقت کا برتاؤ کیا۔ آپ نے نہ صرف ان کی جسمانی شفا کا اہتمام فرمایا بلکہ معاشرے میں ان کے ساتھ کیے جانے والے امتیازی سلوک کو بھی دور کیا۔ آپ کے اس عمل سے معاشرے میں معذور افراد کے تئیں رویوں میں مثبت تبدیلی آئی اور ان کی معاشرتی حیثیت بھی بہتر ہوئی۔

مسیحی مفکر ڈاکٹر جون سٹاٹ نے اپنی کتاب "دی کرائسٹ آف ہسٹری" میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معذور افراد کے ساتھ برتاؤ کی مثالیں بیان کی ہیں:

"انجیل میں درج حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے واقعات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ آپ نے معذور افراد کو جسمانی شفا دینے کے ساتھ ساتھ ان کی سماجی اور روحانی ضروریات کو بھی پورا کیا۔ بیت حسدا کے تالاب پر آپ نے ایک ایسے شخص کو شفا دی جو 38 سال سے معذور تھا اور جسے اکثر نظرانداز کیا جاتا تھا۔ یہ صرف جسمانی شفا ہی نہیں تھی بلکہ اس شخص کی معاشرتی بحالی کا باعث بھی بنی، جسے سالوں سے معاشرے نے خارج کر رکھا تھا۔"11

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اندھوں، بہروں، گونگوں اور لنگڑوں کے ساتھ انتہائی محبت اور ہمدردی کا سلوک کیا۔ انجیل میں درج ایک واقعہ کے مطابق، آپ نے یریحو شہر کے قریب دو اندھوں کو شفا دی جو سڑک کے کنارے بیٹھے ہوئے تھے۔ مسیحی عالم دین میری جوزف لاگرینج نے اپنی تفسیری کتاب "عیسیٰ مسیح: ایک روحانی سوانح حیات" میں لکھا ہے:

"حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معذور افراد کے ساتھ تعامل میں سب سے نمایاں خصوصیت یہ تھی کہ آپ نے ان کے ساتھ انسانی وقار کے ساتھ پیش آئے۔ جب دو اندھے آپ کے پاس آئے تو آپ نے ان سے پوچھا، 'تم چاہتے ہو کہ میں تمہارے

لیے کیا کروں؟' یہ ایک اہم بات ہے کہ آپ نے ان کو خود فیصلہ کرنے کا اختیار دیا اور ان کی خواہش کو اہمیت دی۔ اس دور میں جب معذور افراد کو فیصلہ سازی کے عمل سے بالعموم باہر رکھا جاتا تھا، آپ کا یہ عمل معاشرے کے لیے ایک مثال تھا۔"12

انجیل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی معذور افراد کے ساتھ محبت بھرے سلوک کا ایک اہم واقعہ اس طرح بیان ہوا ہے:

ترجمہ: "جب وہ ایک گاؤں میں داخل ہو رہے تھے تو دس کوڑھی مرد آپ سے ملے، وہ دور کھڑے ہو گئے اور پکار کر کہا: اے عیسیٰ، اے استاد، ہم پر رحم کر! اس نے انہیں دیکھا اور کہا: جاؤ اور اپنے آپ کو کاہنوں کو دکھاؤ۔ جب وہ جا رہے تھے تو پاک ہو گئے۔"13

مسیحی تاریخ دان ڈاکٹر فیلپ یانسی نے اپنی کتاب "جیسس آئی نیور نیو" میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معذور افراد کے ساتھ برتاؤ کا تجزیہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

"حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کوڑھیوں کے ساتھ جو سلوک کیا، وہ اس زمانے کے معاشرے کے رویوں سے بالکل مختلف تھا۔ کوڑھیوں کو معاشرے سے خارج کر دیا جاتا تھا اور ان کے ساتھ سخت امتیازی سلوک روا رکھا جاتا تھا۔ لیکن آپ نے نہ صرف ان کو چھوا، جو اس وقت کے مذہبی اور سماجی اصولوں کے خلاف تھا، بلکہ ان کو شفا دے کر معاشرے میں دوبارہ شامل ہونے کا موقع بھی فراہم کیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ عمل ظاہر کرتا ہے کہ آپ کی نظر میں ہر انسان، چاہے وہ کتنا بھی معذور یا بیمار کیوں نہ ہو، احترام اور محبت کا مستحق ہے۔"14

قرون وسطیٰ اور ابتدائی عیسائی ادوار کے اقدامات:

ابتدائی اور قرون وسطیٰ کی عیسائی دنیا میں خصوصی افراد کے لیے کیے گئے اقدامات مذہبی عقائد، کلیسائی احکامات اور سماجی اصلاحات پر مبنی تھے۔ عیسائیت کے آغاز سے ہی خصوصی افراد کے ساتھ شفقت، رحمت اور مساوات کا سلوک کرنے کی تعلیم دی گئی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات میں معذور اور بیمار افراد کے علاج اور ان کی فلاح و بہبود پر خاص زور دیا گیا تھا، جس نے عیسائی دنیا میں معذور افراد کے لیے خصوصی اقدامات کی بنیاد رکھی۔ ابتدائی عیسائی برادریوں میں بیماروں اور معذوروں کی دیکھ بھال کو ایک مذہبی فریضہ سمجھا جاتا تھا، اور چرچ نے ان کے لیے خیراتی ادارے اور ہسپتال قائم کیے۔

قرون وسطیٰ کے دوران یورپ میں کلیسا نے خصوصی افراد کی فلاح و بہبود کے لیے مختلف اقدامات کیے۔ خانقاہوں اور کلیسائی اداروں میں معذور افراد کے لیے خصوصی پناہ گاہیں بنائی گئیں، جہاں انہیں طبّی اور روحانی امداد فراہم کی جاتی تھی۔ تاریخی حوالوں کے مطابق، 4ویں صدی میں رومی بادشاہ قسطنطین نے خصوصی افراد کے لیے خیراتی ادارے قائم کیے، جبکہ 7ویں اور 8ویں صدی میں یورپی خانقاہوں نے معذور افراد کے لیے پناہ گاہوں کا نظام متعارف کروایا۔ معروف عیسائی عالم سینٹ آگسٹین نے خصوصی افراد کی دیکھ بھال کو مسیحی رحمت کا مظہر قرار دیا۔ عیسائی مؤرخ جون بوسویل اپنی کتاب The Kindness of Strangers میں لکھتے ہیں:

"قرون وسطیٰ میں یورپی معاشروں میں چرچ نے خصوصی افراد کے تحفظ اور مدد کے لیے بنیادی کردار ادا کیا؛ یتیم خانوں، خیراتی اداروں، اور معذوروں کے لیے مخصوص پناہ گاہوں کا قیام اسی مشن کا حصہ تھا"۔15

عیسائی دنیا میں قرون وسطیٰ کے دوران معذور افراد کے حقوق کے حوالے سے قوانین بھی بنائے گئے۔ انگلینڈ میں 16ویں صدی میں Poor Laws متعارف کروائے گئے، جن کے تحت معذور افراد کے لیے خیراتی امداد فراہم کی جاتی تھی۔ اس دور میں کلیسا کے زیر انتظام ہسپتالوں میں نہ صرف جسمانی معذوری کا علاج کیا جاتا تھا بلکہ ذہنی معذوری کے شکار افراد کے لیے بھی علیحدہ مراکز قائم کیے گئے۔

یہ تمام اقدامات اس بات کا ثبوت ہیں کہ ابتدائی اور قرون وسطیٰ کی عیسائی دنیا میں معذور افراد کی فلاح و بہبود کو ایک مذہبی اور سماجی ذمہ داری سمجھا جاتا تھا، اور ان کے تحفظ کے لیے عملی اقدامات کیے جاتے رہے۔

اسلام میں خصوصی افراد کے حقوق: قرآن مجید کے احکامات

اسلام کی نظر میں ہر انسان خواہ وہ معذور ہو یا غیر معذور، اسے خالق کائنات نے عزت و احترام کا حامل بنایا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے متعدد آیات میں انسانی کرامت، برابری اور حقوق کا ذکر فرمایا ہے جو معذور افراد پر بھی یکساں طور پر لاگو ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو بلا تفریق عزت و وقار کا حامل قرار دیا ہے۔ یہاں "بنی آدم" کا لفظ عام ہے جس میں ہر انسان، چاہے وہ جسمانی یا ذہنی طور پر معذور ہو یا نہ ہو، شامل ہے۔ اس آیت کی روشنی میں علماء نے وضاحت کی ہے کہ انسانی کرامت کسی جسمانی حالت یا صلاحیت پر منحصر نہیں، بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی گئی ایک عطا ہے۔ مشہور مفسر قرآن امام فخر الدین رازی نے اپنی تفسیر "مفاتیح الغیب" میں لکھا ہے کہ "اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل، سمجھ بوجھ اور اختیار کی صلاحیت دے کر اسے عزت بخشی ہے، نہ کہ جسمانی کمال کی وجہ سے۔" اس لیے معذور افراد بھی اس انسانی عزت و وقار میں برابر کے شریک ہیں اور انہیں کسی بھی طرح کے امتیازی سلوک کا نشانہ نہیں بنایا جا سکتا۔

قرآن مجید میں خداوندی ہدایت ملتی ہے:

"عَبَسَ وَتَوَلَّىٰ أَن جَاءَهُ الْأَعْمَىٰ وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّهُ يَزَّكَّىٰ أَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنفَعَهُ الذِّكْرَىٰ"[16]

ترجمہ: "وہ (یعنی نبی) ترش رو ہوئے اور منہ پھیر لیا کہ ان کے پاس ایک نابینا آیا۔ اور تمہیں کیا معلوم، شاید وہ (آپ کی باتوں سے) پاک ہو جائے یا نصیحت حاصل کر لے تو یہ نصیحت اسے فائدہ دے۔"

یہ آیات حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئیں جو نابینا تھے۔ ایک موقع پر جب آپ رسول اللہ ﷺ کے پاس تشریف لائے تو آنحضرت ﷺ قریش کے کچھ سرداروں کو دعوت اسلام دے رہے تھے۔ حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے آنے پر آپ ﷺ کے چہرے پر تھوڑی سی ناگواری کے آثار ظاہر ہوئے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فوراً آپ ﷺ کو عتاب فرمایا۔ مشہور مفسر قرآن علامہ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ "اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ظاہری حالت کے بجائے باطنی پاکیزگی کی اہمیت کو واضح کیا ہے۔" یہ آیات واضح طور پر بتاتی ہیں کہ معذوری کسی انسان کی قدر و قیمت کو کم نہیں کرتی اور اس کے ساتھ ہر وقت شفقت اور عزت کا معاملہ کرنا چاہیے۔ عصر حاضر کے مفسر ڈاکٹر وہبہ الزحیلی نے اپنی تفسیر "التفسیر المنیر" میں ان آیات کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "اسلام کی نظر میں انسانوں کی قدر و قیمت ان کے ایمان اور اعمال کی بنیاد پر ہے، نہ کہ ان کی جسمانی صورت و شکل، دولت یا معذوری پر۔"

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے معذور افراد کی سہولت کے لیے خصوصی رعایتوں کا ذکر فرمایا ہے:

"لَّيْسَ عَلَى الْأَعْمَىٰ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْمَرِيضِ حَرَجٌ وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَمَن يَتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا أَلِيمًا"[17]

ترجمہ: "اندھے پر کوئی تنگی نہیں، لنگڑے پر کوئی تنگی نہیں اور بیمار پر کوئی تنگی نہیں، اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے، اللہ اسے ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، اور جو منہ موڑے اسے دردناک عذاب دے گا۔"

اس آیت میں اللہ تعالی نے اندھے، لنگڑے اور بیمار افراد کو دینی فرائض کی ادائیگی میں خصوصی رعایتیں دی ہیں۔ مشہور مفسر قرآن علامہ محمد بن جریر الطبری نے اپنی تفسیر "جامع البیان" میں اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "اللہ تعالیٰ معذور افراد پر ان چیزوں میں تکلیف نہیں ڈالتا جن میں ان کی طاقت نہیں، اور اسلام میں ہر حکم میں معذوروں کی استطاعت کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔" اسی طرح جہاد کے حوالے سے بھی معذور افراد کو رعایت دی گئی ہے۔ معروف مفسر قرآن علامہ ابو بکر الجصاص نے اپنی کتاب "احکام القرآن" میں لکھا ہے کہ "اسلام نے معذور افراد کو عبادات میں مخصوص سہولتیں فراہم کی ہیں، لیکن ان کی معنوی و روحانی حیثیت میں کوئی کمی نہیں کی۔" یہ آیت معذور افراد کے لیے فرائض کی ادائیگی میں آسانی فراہم کرنے کا اصول بیان کرتی ہے، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام میں معذور افراد کی خصوصی ضروریات کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔

احادیث مبارکہ کی تعلیمات:

اسلامی تعلیمات میں خصوصی افراد کے حقوق، ان کے ساتھ حسن سلوک اور ان کی عزت و تکریم کو بڑی اہمیت دی گئی ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے نہ صرف ان کے ساتھ ہمدردی اور شفقت کا درس دیا بلکہ اپنی عملی زندگی میں بھی اس کا نمونہ پیش فرمایا۔ اسلامی تاریخ میں ایسے کئی واقعات اور احادیث ملتی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ معذور افراد کو کسی بھی لحاظ سے کمتر نہیں سمجھا گیا بلکہ ان کی عزت اور ان کے حقوق کی حفاظت کی گئی۔

رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں حضرت عبداللہ بن اُم مکتوم رضی اللہ عنہ ایک نابینا صحابی تھے جنہیں نہ صرف عام مسلمانوں کی طرح حقوق حاصل تھے بلکہ انہیں حکومتی امور میں بھی شامل کیا گیا۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں مدینہ میں اپنی غیر موجودگی میں دو مرتبہ نگران مقرر فرمایا۔ اس حوالے سے روایت میں آتا ہے:

"أن النبيَّ ﷺ استخلف ابنَ أمِّ مكتومٍ على المدينةِ مرتينِ يصلي بهم وهو أعمى۔"18

ترجمہ: "نبی کریم ﷺ نے حضرت ابن اُم مکتوم رضی اللہ عنہ کو دو مرتبہ مدینہ کا گورنر مقرر فرمایا جبکہ وہ نابینا تھے۔"

یہ حدیث اس بات کا ثبوت ہے کہ اسلام میں معذور افراد کو محض ان کی جسمانی معذوری کی بنیاد پر کسی بھی سماجی یا حکومتی ذمہ داری سے محروم نہیں کیا جا سکتا۔ معروف مفسر امام ابن حجر عسقلانیؒ اس حوالے سے لکھتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابن ام مکتوم کو مدینہ کا والی بنا کر ثابت کر دیا کہ بصارت کی کمی کسی بھی شخص کی صلاحیتوں کو محدود نہیں کرتی، بلکہ اس کی حکمت و دانش کو مقدم رکھا جانا چاہیے۔"19

نبی کریم ﷺ نے خصوصی افراد کے جذبات اور ان کی ضروریات کا بھی خیال رکھا۔ ایک مرتبہ ایک ذہنی معذور خاتون نے حضور اکرم ﷺ سے کچھ بات کرنا چاہی تو آپ ﷺ نے پوری شفقت کے ساتھ ان کی بات کو اہمیت دی۔ حدیث میں آتا ہے:

"أن امرأةً كان بها طِرْفٌ من جُنونٍ، قالت: يا رسولَ اللَّهِ إنَّ لي إليكَ حاجةً، فقال: يا أمَّ فُلانٍ انظُري أيَّ السِّكَكِ شِئتِ، آخذُ لكِ فيها، فانفرد معها في بعضِ الطُّرُقاتِ حتى فرغت مِن حاجتِها۔"20

ترجمہ: "ایک خاتون جو کسی ذہنی بیماری میں مبتلا تھیں، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے آپ سے کچھ کام ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے فلاں خاتون! جس گلی میں چاہو، میں تمہاری بات سننے کے لیے تیار ہوں۔ پھر آپ ﷺ ایک گلی میں ان کے ساتھ علیحدہ ہوئے، یہاں تک کہ وہ اپنی بات مکمل کر سکیں۔"

یہ حدیث ہمیں سکھاتی ہے کہ خصوصی افراد کے مسائل کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے، بلکہ ان کے ساتھ نرمی اور شفقت کا رویہ اپنانا چاہیے۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں احساس دلایا کہ وہ بھی معاشرے کے اہم افراد ہیں اور ان کی ضروریات کو سنجیدگی سے لیا جانا چاہیے۔

گویا نبی آخر الزمان ﷺ نے خصوصی افراد کو ان کی معذوری کی وجہ سے کبھی کمتر نہیں سمجھا بلکہ ان کی عزت و تکریم کی اور انہیں معاشرتی زندگی میں شامل رکھا۔ اسلام کے ان سنہری اصولوں پر عمل کرتے ہوئے ہمیں بھی خصوصی افراد کے حقوق کا خیال رکھنا چاہیے اور انہیں وہی عزت اور سہولت دینی چاہیے جو ایک عام فرد کو میسر ہوتی ہے۔

سیرت طیبہ ﷺ سے مثالیں:

نبی کریم ﷺ کی سیرت طیبہ میں خصوصی افراد کے حقوق کی پاسداری کی بے شمار روشن مثالیں موجود ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیشہ معذور افراد کی عزت و تکریم فرمائی، ان کے ساتھ ہمدردی برتی اور انہیں معاشرے میں باوقار مقام عطا کیا۔ آپ ﷺ نے اپنی عملی زندگی سے یہ واضح کیا کہ جسمانی معذوری کسی بھی انسان کی صلاحیت یا سماجی مقام میں کمی کا سبب نہیں بنتی۔ حضرت عبد اللہ بن اُم مکتوم رضی اللہ عنہ کی مثال اس حوالے سے نمایاں ہے، جو نابینا تھے، لیکن رسول اللہ ﷺ نے انہیں مدینہ میں اپنی غیر موجودگی کے دوران دو مرتبہ نگران مقرر فرمایا۔ یہ واقعہ اس حقیقت کو اجاگر کرتا ہے کہ اسلام میں معذوری کسی فرد کی اہلیت کو متاثر نہیں کرتی، بلکہ اس کا اصل معیار اس کی تقویٰ، علم اور صلاحیتیں ہیں۔ نبی کریم ﷺ کی یہ تعلیمات آج کے معاشروں کے لیے بھی بہترین اصول فراہم کرتی ہیں کہ کسی فرد کی معذوری کو اس کے سماجی، مذہبی یا حکومتی کردار میں رکاوٹ نہیں سمجھنا چاہیے۔

اسی طرح ایک اور واقعہ میں، حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ جو بینائی سے محروم ہو گئے تھے، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے درخواست کی کہ ان کے گھر میں ایک جگہ نماز کے لیے مقرر فرما دیں تاکہ وہ آسانی سے عبادت کر سکیں۔ آپ ﷺ خود ان کے گھر تشریف لے گئے اور وہاں نماز ادا کی۔ بخاری شریف میں اس واقعہ کو اس طرح بیان کیا گیا ہے:

"أنَّ النبيَّ ﷺ قال: أينَ تُحبُّ أنْ أُصلِّيَ مِن بيتِكَ؟ فأشرتُ إلى ناحيةٍ مِن البيتِ فقامَ النبيُّ ﷺ فكبَّرَ فصلَّى في الموضعِ۔"21

ترجمہ: "نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم کہاں چاہتے ہو کہ میں تمہارے گھر میں نماز پڑھوں؟ میں نے ایک جگہ کی طرف اشارہ کیا، پس نبی کریم ﷺ وہاں کھڑے ہوئے، تکبیر کہی اور نماز ادا کی۔"

یہ واقعہ اس بات کی دلیل ہے کہ نبی اکرم ﷺ معذور افراد کی مشکلات کو سمجھتے تھے اور ان کی آسانی کے لیے عملی اقدامات فرماتے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے معذور افراد کو معاشرتی سرگرمیوں میں شامل رکھنے کی بھی بھرپور ترغیب دی۔ ایک موقع پر ایک صحابی نے اپنی سواری نہ ہونے کی شکایت کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"خذ بيدي إلى السوق"22

ترجمہ: "میرا ہاتھ پکڑو اور مجھے بازار لے چلو۔"

یہ حدیث نبی اکرم ﷺ کی عملی رہنمائی کی ایک اور روشن مثال ہے کہ معذور افراد کی مدد کرنا اور انہیں روزمرہ کے کاموں میں شامل رکھنا ضروری ہے تاکہ وہ سماجی زندگی میں فعال کردار ادا کر سکیں۔

نبی کریم ﷺ کی ان تعلیمات سے واضح ہوتا ہے کہ خصوصی افراد کو کسی بھی لحاظ سے کم تر نہیں سمجھنا چاہیے، بلکہ ان کے ساتھ عزت، محبت اور شفقت کا رویہ اختیار کرنا چاہیے۔ آپ ﷺ نے عملی طور پر یہ ثابت کیا کہ معذور افراد کو معاشرتی، سماجی، اور حکومتی امور میں برابر کا درجہ حاصل ہونا چاہیے۔ یہ اسلامی اصول آج بھی دنیا کے لیے کامل نمونہ ہیں، جو ہر دور میں خصوصی افراد کے حقوق کے تحفظ کی بنیاد فراہم کرتے ہیں۔

اسلامی معاشرے میں خصوصی افراد کیلئے فقہی اصول:

اسلامی شریعت میں معذور افراد کے تحفظ کے لیے ایسے فقہی اصول وضع کیے گئے ہیں جو ان کے حقوق کو یقینی بناتے ہیں اور انہیں معاشرتی، قانونی، اور مذہبی سطح پر مکمل تحفظ فراہم کرتے ہیں۔ اسلامی معاشرہ عدل وانصاف پر مبنی ہے، اور فقہ اسلامی میں معذور افراد کے لیے خصوصی رعایتیں موجود ہیں تاکہ انہیں کسی بھی قسم کی محرومی یا امتیازی سلوک کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

نبی کریم ﷺ نے بھی معذور افراد کے لیے خصوصی رعایتوں کا حکم دیا۔ ایک حدیث میں ارشاد فرمایا:

"صَلِّ قَائِمًا، فَإِن لَمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا، فَإِن لَمْ تَسْتَطِعْ فَعَلَى جَنْبٍ"23

ترجمہ: "نماز کھڑے ہو کر پڑھو، اگر نہ کر سکو تو بیٹھ کر، اور اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو پہلو کے بل لیٹ کر پڑھو۔"

یہ حدیث فقہ اسلامی کے اس اصول کی بنیاد ہے کہ عبادات میں معذور افراد کے لیے سہولت فراہم کی جائے اور ان پر ایسا بوجھ نہ ڈالا جائے جسے وہ نہ اٹھا سکیں۔ معروف فقہ دان امام سرخسی اپنی کتاب المبسوط میں لکھتے ہیں:

"اگر کوئی شخص معذوری کے سبب روزگار کے قابل نہیں تو اسلامی ریاست پر لازم ہے کہ وہ اس کے معاشی حقوق کی ضمانت دے اور اس کے گزارے کا بندوبست کرے۔"24

اس اقتباس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی فقہ نے نہ صرف معذور افراد کو مذہبی معاملات میں رعایت دی بلکہ ان کے معاشی حقوق کے تحفظ کو بھی یقینی بنایا۔ فقہاء نے یہ بھی واضح کیا ہے کہ معذور افراد کی گواہی کو مکمل طور پر معتبر سمجھا جائے گا، جیسا کہ امام نووی لکھتے ہیں:

"اندھے شخص کی گواہی قابل قبول ہے اگر وہ معاملہ سن کر، محسوس کر کے یا کسی اور معتبر ذریعے سے جانتا ہو۔"25

یہ اصول اسلامی قانون میں معذور افراد کو مکمل قانونی تحفظ فراہم کرنے کی ضمانت دیتا ہے تاکہ وہ کسی بھی ناانصافی کا شکار نہ ہوں۔ مجموعی طور پر اسلامی فقہ میں معذور افراد کے لیے ایسے اصول موجود ہیں جو انہیں مذہبی، معاشرتی اور قانونی سطح پر تحفظ فراہم کرتے ہیں۔ اسلام کا فلاحی اور عادلانہ نظام انہیں ایک باعزت زندگی گزارنے کا حق دیتا ہے، جو کسی بھی ترقی یافتہ معاشرے کے لیے قابل تقلید نمونہ ہے۔

تقابلی جائزہ:

تورات/بائبل/قرآن میں ہدایات:

یہودیت: "بہرے کو گالی مت دو، اندھے کے آگے رکاوٹ نہ رکھو" (لاویوں 19:14)۔

عیسائیت: "مفلوج، اندھے، لنگڑے کو دعوت دو" (لوقا 14:13)۔

اسلام: "نہ اندھے پر کوئی گناہ ہے اور نہ لنگڑے پر کوئی گناہ ہے اور نہ بیمار پر کوئی گناہ ہے (سورۃ الفتح، 48:17)۔

توہین کی ممانعت:

یہودیت: معذوروں کی تحقیر کو "خدا کی توہین" قرار دیا گیا۔

عیسائیت: "کمزور کو طعنہ مت دو" (متی 25:40)۔

اسلام: معذوروں کو طعنہ دینے پر رسول اللہ ﷺ نے سختی سے منع فرمایا۔

معاشرتی شمولیت:

یہودیت: تلمود میں معذوروں کو روزگار اور سماجی سرگرمیوں میں شامل کرنے کی تاکید۔

عیسائیت: معذوروں کو گرجاگھروں کی سرگرمیوں کا حصہ بنانے پر زور۔

اسلام: معذور افراد کو جنگوں اور اجتماعی عبادات میں شرکت کی اجازت۔

مالی مدد:

یہودیت: معذوروں کو "صدقہ" میں اولیت (مشنے تورات)۔

عیسائیت: "اپنی دولت مفلوجوں کے لیے بانٹو" (اعمال 2:3-6)۔

اسلام: زکوٰۃ اور صدقات کا بڑا حصہ معذوروں کے لیے مخصوص

رہنما مثالیں:

یہودیت: حضرت موسیٰ کے بھائی ہارون کا گونگے پن کے باوجود پیغمبری مقام۔

عیسائیت: حضرت عیسیٰ کا اندھوں اور اپاہجوں کو شفا دینا۔

اسلام: حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم (نابینا صحابی) کو قرآن میں خصوصی تکریم۔

مرکزی پیغام:

تینوں مذاہب کا مشترکہ نکتہ: "معذوری آزمائش ہے، کمتری نہیں۔"

خلاصہ:

سامی مذاہب، جن میں یہودیت، عیسائیت اور اسلام شامل ہیں، خصوصی افراد کے تحفظ اور ان کے ساتھ انصاف و ہمدردی کے سلوک پر زور دیتے ہیں۔ یہودیت میں تورات اور تلمود خصوصی افراد کے حقوق کی حفاظت کے لیے واضح ہدایات فراہم کرتے ہیں۔ تورات میں کہا گیا ہے کہ معذور افراد کی توہین کرنا یا ان کے ساتھ ناروا سلوک کرنا خدا کی نظر میں ناقابل قبول ہے۔ تلمود میں معذور افراد کو معاشرے میں شامل کرنے، ان کی مالی مدد کرنے اور ان کی ضروریات کو پورا کرنے کی تعلیمات ملتی ہیں۔ یہودی روایات کے مطابق، معذور افراد کو صدقات اور زکوٰۃ میں ترجیح دی جانی چاہیے، اور عوامی مقامات کو ان کے لیے قابل رسائی بنانا ضروری ہے۔ اسی طرح، عیسائیت میں بائبل خصوصی افراد کے ساتھ محبت اور ہمدردی کا درس دیتی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات میں معذور اور کمزور افراد کی مدد کرنے پر خاص توجہ دی گئی ہے۔ انجیل میں معذور افراد کی شفا یابی کے واقعات اس بات کی عکاسی کرتے ہیں کہ معاشرے میں ان کی اہمیت کو تسلیم کیا جائے۔

اسلام میں بھی خصوصی افراد کے حقوق کو نمایاں اہمیت حاصل ہے۔ قرآن پاک اور احادیث میں معذور افراد کے ساتھ نرمی، احترام اور انصاف کا برتاؤ کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معذور افراد کی مدد کرنے اور انہیں معاشرتی زندگی میں شامل کرنے کی رہنمائی فرمائی ہے۔ اسلام میں زکوٰۃ اور صدقات کا ایک بڑا مقصد معذور اور کمزور افراد کی کفالت ہے۔ سامی مذاہب کی یہ تعلیمات اس بات پر زور

دیتی ہیں کہ معذور افراد کے ساتھ شفقت اور انصاف کا سلوک کرنا نہ صرف ایک اخلاقی فریضہ ہے، بلکہ یہ خدا کی رضا حاصل کرنے کا ذریعہ بھی ہے۔

حوالہ جات

1 محمد حمیداللہ، ڈاکٹر، خطبات بہاولپور، لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، 1980ء، ص78-79

2 القرآن، 2:136

3 Aaron Fischer, Disability and Society, New York: Palgrave Macmillan, 2010, p. 8

4 کیپلان، مردخائی، پروفیسر، یہودی اخلاقیات اور معاصر زندگی، نیویارک: یہودی الٰہیاتی سیمنری پریس، 2003ء، ص218-220

5 لاویوں کی کتاب، 19:14

6 Talmud Bavli, Bava Metzia 58b۔

7 Jonathan Sacks, To Heal a Fractured World, New York: Schocken Books, 2005, p. 162۔

8 Maimonides, Mishneh Torah, Jerusalem: Mossad Harav Kook, 1170, p. 245

9 رینولڈز، توماس، پادری، کمزور جسم، مضبوط روح: معذوری اور مسیحیت، اوکسفورڈ: آکسفورڈ یونیورسٹی پریس، 2008ء، ص112-115

10 انجیل میتھیو(متی)، 25:34-36

11 سٹاٹ، جون، ڈاکٹر، دی کرائسٹ آف ہسٹری، لندن: انٹرورسٹی پریس، 1999ء، ص123-125

12 لاگرینج، میری جوزف، عیسیٰ مسیح: ایک روحانی سوانح حیات، پیرس: سیراف پبلشنگ، 2007ء، ص214-216

13 انجیل لوقا، 14-17:12

14 یانسی، فیلپ، ڈاکٹر، جیسس آئی نیور نیو، گرینڈ ریپڈز: زونڈروان پبلشنگ، 2010ء، ص167-169

15 John Boswell, The Kindness of Strangers, New York: Pantheon Books, 1988, p. 234۔

16 القرآن ، 4-80:1

17 القرآن ، 48:17

18 سنن ابی داؤد، حدیث نمبر 2931۔

19 ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، قاہرہ: دارالمعارف، 1996، جلد 8، ص212۔

20 صحیح مسلم، حدیث نمبر 2326۔

21 صحیح بخاری، حدیث نمبر 667۔

22 مسند احمد، حدیث نمبر 15537۔

23 بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، دمشق، 1422ھ، دار طوق النجاہ، طباعت اولی، جلد 1، حدیث نمبر 1117۔

24 سرخسی، المبسوط، بیروت: دارالمعرفہ، 1993ء، ص6/152

25 نووی، روضۃ الطالبین، قاہرہ: دارالحدیث، 2002ء، ص4/187